بحرالکاہل میں مسلمان اقلیتیں

تورا کینہ قاضی ○

بحرالکاہل دُنیا کے اہم سمندروں میں سے ایک ہے جو سمندر کے کل رقبے کے ۴۶ فی صد پر مشتمل ہے۔اس کا نام ہسپانوی جہاز ران منگلن نے بحرالکاہل کی ست روی اور پر سکون حالت کو دیکھ کر پیسی فیکو رکھا۔ یہ ہسپانوی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے پرامن (عالمی معلومات' زاہد حسین انجم' ص ۲۹۱)۔مغربی بحرالکاہل کے جزائر میں مسلمانوں کی آمد مسلمان تاجروں کے ذریعے ہوئی۔ انڈونیشیا کی آزادی کے بعد آسٹریلیا کے شمالی ساحل' نیوگنی اور اس کے ہمسایہ جزائر میں وہاں کے مسلمانوں کی باقاعدہ آمدورفت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔آج مسلمان بڑی تعداد میں آسٹریلیا' فجی' نیوزی لینڈ' نو کلے ڈونیا اور خطے کے دیگر ممالک میں بحیثیت اقلیت آباد ہیں۔مسلمانوں نے ان علاقوں میں اپنی بقا اور تشخص کے احیا کے لیے کیسے جدوجہد کی' اس کا ایک مختصر تذکرہ پیش ہے۔(آسٹریلیا کے بارے میں ترجمان القرآن' نومبر ۲۰۰۰ء ملاحظہ کیجیے)

فجی --- کمیونٹی کی تشکیل

فجی ایک آزاد ریاست ہے۔ یہ دولت مشترکہ کی رکن ہے۔ یہ سڈنی (آسٹریلیا) کے شمال مشرق میں ۲ ہزار ۷ سو کلومیٹر اور آک لینڈ (نیوزی لینڈ) کے شمال میں ایک ہزار ۸ سو کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ ۸۴۴ جزائر پر مشتمل ہے جن میں صرف ۱۰۶ آباد ہیں۔اس ریاست کا رقبہ ۱۸ ہزار ۲ سو ۲۷ مربع کلومیٹر ہے۔ اس کی کل آبادی (۱۹۹۹ء تک) ۱۲ لاکھ ۵۵ ہزار ہے۔اس کے دو بڑے جزیرے ویٹی لیوو اور وانوا لیوو ریاست کے کل رقبے کا ۸۱ فی صد ہیں اور ریاست کی تقریباً ۹۰ فی صد آبادی انھی جزائر میں بستی ہے۔

ان جزائر کو تسمان نے ۱۶۴۳ء میں یورپ کے لیے دریافت کیا تھا۔۱۷۷۴ء میں کیپٹن کک نے بھی ان جزائر کی سیاحت کی۔۱۸۷۴ء میں انگریزوں نے ان جزائر کو فتح کرلیا۔اس کے ساتھ انھوں نے وہاں

○ تحقیق کار' دانش ورا دیبہ

گنے کو متعارف کرواتے ہوئے بڑے وسیع پیمانے پر گنے کے کھیت تیار کروائے۔ ان کھیتوں میں کام کرنے کے لیے بھارت سے اجرتی مزدور لائے گئے۔ ۱۸۷۹ء سے ۱۹۱۶ء تک ان مزدوروں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر ۱۹۲۱ء میں ان کی بھاری تعداد وہاں لائی گئی۔ اس طرح ان جزائر میں ہندی النسل لوگوں کی تعداد وہاں کی کل آبادی کا ۳۸ فی صد ہوگئی۔ ۱۹۷۰ء میں یہ مقامی آبادی کا ۵۰ فی صد، یعنی نصف تک پہنچ گئی۔ ان کی تعداد میں ۱۹۷۶ء میں کچھ کمی واقع ہوگئی جس کا سبب ان تارکین وطن کا آس پاس کے علاقوں یعنی آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور تسمانیہ وغیرہ ہجرت کر جانا تھا۔ ان میں سے کچھ لوگ اپنے وطن بھارت واپس چلے گئے۔ فجیوں کی اکثریت اپنے پروٹسٹنٹ انگریز حکام کے زیراثر مسیحی مذہب اختیار کر چکی ہے، جب کہ بھارت سے آنے والے تارکین وطن زیادہ تر ہندو ہیں۔

فجی اکتوبر ۱۹۷۰ء کو آزاد ہوا۔ اس کا آئین ہر مذہب و نسل کے لوگوں کو مکمل تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ نسلی گروہوں کے ذریعے انتخابات اس طریقے سے ہوتے ہیں کہ ایوانِ نمایندگان میں ۲۲ مقامی فجی، ۲۲ بھارتی النسل فجی اور آٹھ دوسری نسلوں اور اقوام کے نمایندے ہوتے ہیں۔ وہاں دو بڑی سیاسی پارٹیاں ہیں۔ ایک مقامی فجیوں کی حکمران الائینس پارٹی اور دوسری حزبِ اختلاف کی نیشنل فیڈریشن پارٹی جو بھارتی النسل اور دوسری اقوام کے لوگوں پر مشتمل ہے۔

بھارتی مسلمان بھارتی ہندوؤں کے ساتھ گنے کے کھیتوں میں کام کرنے والے اُجرتی مزدوروں کی حیثیت سے فجی پہنچے تھے۔ اوّلین مسلمان وہاں ۱۸۷۹ء میں پہنچے۔ ۱۹۱۶ء میں فجی میں باہر کے ملکوں سے مزدور منگوانا ختم کر دیا گیا۔ ان غیر ملکی مزدوروں کو ایک پانچ سالہ معاہدے کے تحت وہاں لایا جاتا تھا۔ انھیں اس کی اجازت حاصل تھی کہ وہ یہ میعاد ختم ہونے کے بعد یا تو اپنے وطن واپس چلے جائیں یا وہیں فجی میں آباد ہو جائیں۔ اس پروگرام کے تحت وہاں لائے جانے والے بھارتی مزدوروں کی کل تعداد ۶۲ ہزار ۸ سو ۳۷ تھی۔ ان میں ۵۳ ہزار ۵ سو ۹۸ ہندو اور ۹ ہزار ایک سو ۲۷ مسلمان تھے۔ ان میں عیسائیوں کی تعداد معدودے چند ہی تھی۔

ان مزدوروں میں دو تہائی اپنے معاہدات ختم ہوجانے کے بعد وہیں فجی میں آباد ہو گئے تھے۔ ان کی تعداد ۴۱ ہزار تھی۔ ان میں مسلمان صرف ۷.۴ فی صد تھے۔ باقی جو تارکین وطن تھے وہ اپنے پنج سالہ معاہدوں کے ختم ہونے کے بعد بھارت چلے گئے۔ انگریزوں نے ہر ۱۰۰ آدمیوں کے لیے ۴۰ عورتیں لانے کی اجازت دے رکھی تھی، یعنی ان تارکینِ وطن میں ۲۸.۵ فی صد عورتیں تھیں۔

وہ مسلمان جو فجی میں آباد ہو گئے تھے، وہ بھارت کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں سے بیشتر کا تعلق شمالی علاقوں سے تھا، یعنی وہ افغان نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی اکثریت حنفی مسلک کی پیروکار

تھی۔ جنوبی بھارت سے تعلق رکھنے والے تھوڑے سے مسلمان شافعی مسلک کے پیروکار تھے۔ ان میں چند خاندان فقہ جعفریہ کے پیروکار بھی تھے۔ یہ سب بھارتی مسلمان زیادہ تر اردو زبان بولتے تھے۔

فجی میں بسنے والے ان مسلمان تارکین وطن کا سب سے بڑا مسئلہ اپنے خاندانوں کی بنیاد ڈالنے کے لیے بیویوں کی تلاش تھا۔ ۴ ہزار ۳ سو ۵۰ کے لگ بھگ جو تارکینِ وطن وہاں رہ گئے تھے ان میں صرف ایک ہزار ۲ سو ۴۰ عورتیں تھیں' یعنی ۲۸.۵ فی صد۔ یہ بلاشبہ ایک گھمبیر مسئلہ تھا۔ اس مسئلے کا حل انھوں نے یہ نکالا کہ ہندو اور مقامی فجی عورتوں کو مسلمان کر کے ان سے شادیاں رچانی شروع کر دیں۔ ان شادیوں کے نتیجے میں جو بچے پیدا ہوئے وہ آج بھی پکے مسلمان چلے آ رہے ہیں۔ اس طرح فجی میں مسلمانوں کی تعداد بڑی تیزی سے بڑھنے لگی۔ ۱۹۷۶ء میں وہ مقامی آبادی کا ۷.۷ فی صد تھے۔ ۱۹۸۲ء میں ان کی کل تعداد ۵۰ ہزار اور ۱۹۹۹ء میں تازہ اعداد و شمار کے مطابق ایک لاکھ ۲۰ ہزار تک جا پہنچی ہے۔ ان میں سے ۸ ہزار مسلمان آسٹریلیا' نیوزی لینڈ' کینیڈا' برطانیہ اور امریکہ ہجرت کر گئے ہیں۔

آج کل فجی میں آباد مسلمانوں کی زیادہ تر تعداد زراعت پیشہ ہے۔ ان کے اپنے گنے کے کھیت اور پھلوں کے باغات ہیں۔ اکثر مسلمان تجارت اور صنعت و حرفت سے وابستہ ہیں اور کچھ سرکاری ملازم بھی ہیں۔ ان مسلمانوں کی اکثریت فقہ حنفیہ کی پیروکار ہے اور اردو بولتی ہے۔ لیکن یہ لوگ بھارتی اور پاکستانی مسلمانوں سے واضح طور پر مختلف ہیں۔ ان مسلمانوں کی تھوڑی سی تعداد شافعی مسلک کی بھی پیروکار ہے۔

فجی --- تنظیم

ان مسلمان آبادکاروں میں زیادہ تر انتہائی غریب اور ناخواندہ تھے۔ فجی پہنچنے والے دیگر بھارتیوں کی طرح وہ بھی ایک ایسے بے جان و بے روح نظام کے تابع بن گئے جس میں انسانی اقدار کی قدر و قیمت' مال اور پیداوار بڑھانے کے مقابلے میں کچھ نہ تھی۔ عورتوں کی نایابی کے سبب پیدا ہونے والی اخلاقی برائیاں' اسلامی شادیوں کی عدم توثیق' طویل دورانیہ کار' ناکافی اور غیر صحت بخش خوراک' کام سے غیر حاضری پر انتہائی پُرتشدد سزائیں' ان سب عوامل نے مل کر ان کی حالت زرخرید غلاموں سے بدتر بنا رکھی تھی اور ان کا معاشرتی نظام تباہ کر رکھا تھا۔

ان نامساعد حالات کے باوجود اس مسلم برادری میں ایسے راہنما اور مصلح پیدا ہوئے جو تعلیم یافتہ اور مخلص تھے۔ ان کی راہنمائی میں سب سے پہلے ۱۹۱۰ء میں سووا کے مسلمانوں نے اپنے آپ کو مربوط و منظم کیا۔ اس کے بعد لاٹوکا' لابسا' باء اور ناصوری کے مسلمانوں نے اپنے ربط و نظم کی طرف توجہ دی۔ ان میں سے ہر مسلم برادری نے اپنی مسجدیں تعمیر کرنے کے منصوبے بنائے۔ سب سے پہلے مسجدیں ۱۹۲۲ء میں ویٹوگو' ناصوری اور

تاوآ کے مقامات پر بنائی گئیں۔ یہ مسجدیں لکڑی کے شہتیروں سے بنائی گئی تھیں۔ اس سے قبل ۱۹۰۰ء میں فجی شوگر ملنگ کمپنی نے اپنے مسلمان کارکنوں کو تاوآ کے مقام پر پٹے پر حاصل کی ہوئی زمین پر لکڑی اور لوہے کی مسجد کھڑی کرنے کی اجازت دی تھی۔ ۱۹۳۰ء تک فجی کے تمام مسلمان گروہ مقامی طور پر منظم ہوچکے تھے۔ انھوں نے اپنی مسجدیں اور اسلامی اسکول بھی قائم کرلیے تھے۔

فجی میں مسلمان ۱۹۱۵ء ہی سے تمام جزائر کی سطح پر اپنے آپ کو مختلف انجمنوں کی صورت میں منظم کرنے کی کوشش کر رہے تھے، مثلاً انجمن ہدایت اسلام (۱۹۱۵ء)، انجمن اشاعت اسلام (۱۹۱۶ء)، انجمن اسلام (۱۹۱۹ء)۔ ہرچند کہ یہ انجمنیں مسلمانوں کے اتحاد اور باہمی یگانگت و یک جہتی کو اپنا مطمح نظر بناتے ہوئے وجود میں آئی تھیں، یہ اپنے اپنے دائرۂ کار میں مقامی اور ایک دوسرے کی حریف تھیں۔

۱۹۲۶ء میں فجی مسلم لیگ (FML) وجود میں آئی۔ اس نے مختلف مقامی سوسائٹیوں کو منظم و مربوط کرنے کے لیے ایک منتخب مرکزی جماعت کے قیام کے لیے مثبت اقدام کیے۔ فجی مسلم لیگ کو سووا اسلامک سوسائٹی نے قائم کیا۔ اس کے قیام کے بعد ناصوری اور لاٹوکا میں بھی اسلامک سوسائٹیاں قائم ہوگئیں۔ ۱۹۴۴ء میں فجی مسلم لیگ فجی کے مسلمانوں کی انتہائی مضبوط و منظم نمایندہ جماعت بن گئی۔ اسے مضبوط و منظم بنانے میں دو بھائیوں سید حسن اور سید حسین اور مولوی تاج محمد خان نے نمایاں خدمات انجام دیں۔ فجی مسلم لیگ کے پہلے صدر جنھیں اس کے نئے آئین کے تحت منتخب کیا گیا تھا، مرزا محمد سلیم خان تھے۔ ۱۹۵۷ء میں اس آئین میں چند ضروری ترامیم کی گئیں جن کے تحت مقامی تنظیمیں برانچ لیگ بن گئیں۔ اس طرح آسٹریلیا کے مقابلے میں اس نظام کی مرکزیت زیادہ مستحکم ہوگئی۔ اس لیگ کے سب سے پہلے صدر سووا کے ایس ایم کے شیرانی تھے۔ آج کل لیگ کی ۱۹ برانچیں ہیں۔ ان برانچوں کی تمام جایدادیں اور اثاثے لیگ کی ملکیت سمجھے جاتے تھے۔ لیگ کے زیراہتمام اب تک، یعنی ۱۹۹۹ء میں ۳۹ مساجد، ۳۰ پرائمری اسکول اور ۲۶ ثانوی تعلیم کے اسکول قائم ہیں جن میں ۱۰ ہزار سے زائد طلبہ تعلیم پا رہے ہیں۔

فجی مسلم لیگ نے شروع ہی سے مسلمان بچوں کے لیے جدید اسکول قائم کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ سب سے پہلا پرائمری اسکول لاٹوکا میں ۱۹۴۸ء میں قائم ہوا اور اس کے بعد پہلا سیکنڈری اسکول بھی اسی شہر میں قائم ہوا۔ پھر ان اسکولوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ ساتھ ہی طلبہ کی تعداد بھی بڑھی۔ اب فجی مسلم لیگ کی کوشش ہے کہ مسلمان طلبہ کے لیے کالج اور یونی ورسٹیوں کی تعلیم کا بھی بندوبست ہوجائے۔

فجی مسلم لیگ تمام اسلامی اداروں کی مالی امداد کرتی ہے۔ اپنے تعلیمی پروگرام کی مد میں یہ حکومت کی طرف سے مالی امداد بھی وصول کرتی ہے، جب کہ اس کی تمام سرگرمیوں کے سلسلے میں اسے مسلم برادری کی طرف

سے چندوں کی صورت میں مالی امداد ملتی ہے۔ فجی مسلم لیگ کا دوسرا ہدف تمام برادریوں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اماموں کا تقرر ہے۔ اس مقصد کے لیے فجی کے مسلم طلبہ کو مسلم ممالک کی یونی ورسٹیوں میں بھیجا جاتا ہے۔ بھارت اور پاکستان سے خصوصی طور پر معقول مشاہرے پر اعلیٰ تعلیم یافتہ امام بلوائے جاتے ہیں۔ فجی مسلم لیگ ملک میں ایک ''امام اسکول'' بھی قائم کر رہی ہے۔ اس نے برادری کے مختلف امور کی انجام دہی کے لیے یہ شعبے قائم کیے ہیں: بورڈ آف اسلامک افیئرز' بورڈ آف فنانس اینڈ ڈویلپمنٹ' بورڈ آف ایجوکیشن' اسلامک بک سروس' بڑی عمر کی عورتوں کی انجمن' جواں عمر عورتوں کی انجمن' نوجوانوں کی انجمن' مسلم سپورٹس ایسوسی ایشن' محکمۂ خاندانی و معاشرتی بہبود اور فجی مسلم لیگ کا سرکاری اخبار ''دی مسلم وائس''۔

مسلم برادری کو سیاسی مسئلے کا بھی سامنا ہے۔ انھیں بھارتی نسل کی ایک چھوٹی سی اقلیت سمجھا جاتا ہے' جب کہ مسلمانوں کا اصرار ہے کہ وہ کوئی ایک نسل نہیں بلکہ فجی کے مختلف النسل لوگوں کی ایک متحد و مربوط برادری ہیں۔ بعض مسلمان اس پر سختی سے اصرار کرتے ہیں کہ انھیں عیسائیوں اور ہندوؤں سے الگ ایک قوم کی حیثیت سے جانا جائے۔

ہر چند کہ فجی کے مسلمان وہاں کے باقی باشندوں کے مقابلے میں زیادہ غریب ہیں' ان کے اتحاد و نظم نے انھیں ان کی الگ شناخت اور معزز مقام دلا رکھا ہے۔ مسلمان حکومتی اداروں میں بھی شامل ہیں اور ایوانِ نمایندگان میں بھی۔ وہاں رسول پاک آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یومِ ولادت' عید میلاد النبی ایک سرکاری تہوار کی حیثیت سے منایا جاتا ہے' یعنی اس دن ملک بھر میں چھٹی ہوتی ہے۔

۱۹۲۰ء سے قادیانی فجی کے مسلمانوں کے معاملات میں دخیل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس وقت وہاں تقریباً ساڑھے چار ہزار کے لگ بھگ قادیانی آباد ہیں۔ ان کے خطرے سے نمٹنے کے لیے فجی مسلم لیگ باہر کے اسلامی ممالک سے روابط قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ بھارت اور پاکستان کے علاوہ ان روابط کا دائرہ اب آسٹریلیا' نیوزی لینڈ اور نیو کیلیڈونیا کی مسلمان اقلیتوں تک وسیع ہو چکا ہے۔

نیوزی لینڈ

نیوزی لینڈ کو تسمان نے ۱۶۴۲ء میں دریافت کیا۔ ۱۸۴۰ء میں اسے انگریزوں نے فتح کر لیا۔ اس کے بعد سے وہاں برطانوی تارکین وطن کی آمد شروع ہوگئی۔ وہاں یہ لوگ اتنی کثیر تعداد میں پہنچے کہ ۱۹۸۲ء تک ان کے مقابلے میں مقامی آبادی کل آبادی کا ۸.۴ فی صد حصہ بن کر رہ گئی۔ ۱۹۴۷ء میں اس ملک کو انگریزی استعمار سے آزادی نصیب ہوئی اور یہ دولت مشترکہ کا ممبر بن گیا۔ اس ملک کا کل رقبہ ۲ لاکھ ۶۸ ہزار ۶ سو ۵۷ مربع کلومیٹر ہے۔ یہ ملک دو بڑے اور کئی چھوٹے جزائر پر مشتمل ہے۔

نیوزی لینڈ پہنچنے والے اوّلین مسلمان تارکین وطن گجراتی تاجر تھے جو اس صدی کے آغاز میں اس ملک کے سب سے بڑے شہر آک لینڈ پہنچے۔ شروع شروع میں صرف مرد وہاں پہنچے اور وہاں انھوں نے دکان داری کے پیشے اپنا لیے۔ بعدازاں وہ گجرات جا کر اپنے خاندانوں کو بھی نیوزی لینڈ لے آئے۔ اس طرح وہاں ایک باقاعدہ مسلم برادری وجود میں آ گئی۔ ان اوّلین مسلمان تارکینِ وطن میں بھیکو خاندان بڑی نمایاں حیثیت کا مالک تھا۔ ان لوگوں نے نیوزی لینڈ میں مسلمانوں کی ایک منظم برادری کے قیام کے لیے بڑی قابل قدر خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۰ء میں نئے تارکینِ وطن کی لہر وہاں پہنچی۔ ان میں سے بیشتر کا تعلق ہمسایہ ملک فجی سے تھا لیکن ان میں یوگوسلاویہ اور البانیہ کے مسلمانوں کی بھی خاصی تعداد موجود تھی۔ یہ لوگ زیادہ تر آک لینڈ اور اس کے نواحی علاقوں میں آباد ہو گئے۔ جو مسلمان تارکینِ وطن زیادہ تعلیم یافتہ اور ہنرمند تھے وہ نیوزی لینڈ کے دارالحکومت ولنگٹن میں آباد ہو گئے۔

یہاں مسلمانوں کی کل تعداد ۲۵ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ ان کی زیادہ تر تعداد اوّلین گجراتی تاجروں کی اولاد کی ہے۔ لیکن فجی سے آنے والے تارکینِ وطن کی تعداد بھی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ البانیہ اور یوگوسلاویہ کے مسلمانوں کے علاوہ ترکی، لبنان اور ملایشیا کے مسلمان بھی قلیل تعداد میں وہاں آباد ہیں۔ یورپین النسل نومسلموں کی تعداد میں بھی اب تک خاصا اضافہ ہو چکا ہے۔ زیادہ تر مسلمان نارتھ آئی لینڈ ولنگٹن اور آک لینڈ میں آباد ہیں۔ ان کی اکثریت مزدوروں، کاریگروں اور تجار پر مشتمل ہے۔ حال ہی میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ہنرمند مسلمان تارکینِ وطن بھی بڑی تعداد میں نیوزی لینڈ پہنچنا شروع ہو گئے ہیں۔

۱۹۵۲ء میں نیوزی لینڈ کے مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ انھیں اپنی مسلم ایسوسی ایشن قائم کرنی چاہیے۔ چنانچہ انھوں نے کئی برس کی جدوجہد کے بعد نیوزی لینڈ کے تمام مسلمانوں کو متحد و منظم کر کے ان کی برادری تشکیل دی۔ پھر انھوں نے نماز کے لیے ایک عمارت حاصل کی۔ وہاں ایک باقاعدہ امام انھیں اسلامی تعلیمات کا درس دیا کرتا تھا۔ مسلمانوں کی انجمن نے بچوں اور بڑوں کے لیے دینی تعلیم کی ویک اینڈ کلاسوں کا انتظام بھی کیا۔ ساتھ ہی ایک قطعۂ زمین خرید کر اس پر مسجد اور اسلامک سنٹر تعمیر کرنے کا پروگرام بنایا۔ لیکن ۱۹۷۰ء میں مسلمانوں کا ایک گروپ اس انجمن سے الگ ہو گیا اور اپنی الگ انجمن قائم کر لی جو انجمن حمایتِ اسلام کے نام سے مشہور ہوئی۔ مئی ۱۹۷۶ء میں ابن سعود یونی ورسٹی ریاض کے ڈاکٹر عبداللہ الزید آک لینڈ پہنچے۔ انھوں نے تمام مسلمان انجمنوں اور جماعتوں کو ترغیب دی کہ وہ نیوزی لینڈ مسلم ایسوسی ایشن میں ضم ہو جائیں اور متحد و مربوط ہو جائیں۔ مسٹر عبدالصمد بھیکو اس ایسوسی ایشن کے صدر نامزد ہوئے۔ ۱۹۹۹ء میں ملایشیا کے ڈاکٹر عبدالرحمٰن اس ایسوسی ایشن کے صدر بنے۔ ۱۹۷۹ء کے آغاز میں ایسوسی ایشن نے آک لینڈ میں پونسن بی کے

مقام پر ایک مسجد تعمیر کرائی جو نیوزی لینڈ کی سب سے بڑی مسجد شمار ہوتی ہے۔

۱۹۶۴ء میں نیوزی لینڈ میں ایک دوسری مسلم برادری منظم ہوئی جو ولنگٹن کے مسلمانوں کی جماعت تھی۔ یہ انٹرنیشنل مسلم ایسوسی ایشن آف نیوزی لینڈ کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ ایسوسی ایشن ولنگٹن میں مسلمانوں کی تمام مذہبی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ یہ چھوٹے پیمانے پر ایک اخبار ''امان'' بھی نکالتی ہے۔ یہ ایسوسی ایشن ملایشیا اور انڈونیشیا کے طالب علموں کی رہنمائی میں قائم ہوئی تھی۔ کافی عرصے تک وکٹوریہ یونی ورسٹی کے ہسٹری کے بنگلہ دیشی نژاد پروفیسر ڈاکٹر عبدالمجید خان اس کے صدر رہے۔ ۱۹۷۶ء میں ان کے انتقال کے بعد اس ایسوسی ایشن میں ایک مسلم ملک کے سفارت خانے کا عمل دخل شروع ہوگیا جو اس حد تک بڑھ گیا کہ ولنگٹن کی مسلم برادری اس کے ایک سیکنڈ سیکرٹری کو ایسوسی ایشن کا صدر بنانے پر مجبور ہوگئی۔ اس شخص نے ولنگٹن کی مسلم برادری کو یقین دلایا کہ وہ انھیں مسجد کی تعمیر کے لیے اپنے ملک سے خطیر مالی امداد دلوا دے گا۔ لیکن مقامی مسلم انجمنوں میں سفارت خانے کی مداخلت کا نتیجہ نیوزی لینڈ کے مسلمانوں کے حق میں کچھ بہتر ثابت نہ ہوا۔ کیونکہ اس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے دوسرے مسلم ممالک کے سفارت خانوں نے بھی نیوزی لینڈ کے مسلمانوں کی انجمنوں اور برادریوں کے معاملات میں مداخلت بے جا شروع کر دی جس سے ان کے تعمیری مقاصد کو شدید نقصان پہنچا۔ اس صورت حال کے پیشِ نظر ان مسلم برادریوں اور انجمنوں نے باہم ایکا کر کے، ان سفارت خانوں کے چنگل سے رہائی حاصل کی اور دوبارہ تعمیر و ترقی کی راہ پر گامزن ہوگئیں۔ ۱۹۷۵ء میں ایسوسی ایشن نے مسلمانوں کے لیے ایک الگ قبرستان وقف کروایا۔ ۱۹۷۸ء میں ولنگٹن کے ایک علاقے نیوٹن میں ایک عمارت حاصل کر کے وہاں اسلامک سنٹر قائم کیا۔

۱۹۷۰ء میں ناردرن آئی لینڈ میں پامرسٹن نارتھ کے مسلمانوں نے اپنے آپ کو مناواتو مسلم ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام منظم کیا۔ اس انجمن کے صدر حاجی محمد شریف تھے۔ اس شہر کے مسلمان عرصۂ دراز تک اپنے گھروں ہی میں نمازیں ادا کرتے رہے۔ اب ۱۹۹۹ء میں انھوں نے وہاں مسجد تعمیر کر لی ہے اور ایک اسلامک سنٹر بھی قائم کرلیا ہے۔

۱۹۸۰ء میں ہملٹن میں، جہاں ۳ فی صد مسلمان آباد تھے، پلنٹی مسلم ایسوسی ایشن قائم ہوئی۔ مسلمان وہاں ۱۹۶۰ء میں آکر آباد ہوئے تھے۔ انھوں نے ۱۹۷۵ء میں نماز اور دیگر اجتماعی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ ۱۹۹۹ء میں انھوں نے بھی اپنی مسجد تعمیر کر لی اور اسلامک سنٹر بھی قائم کرلیا۔ اب ان کی تعداد میں تین گنا اضافہ ہو چکا ہے۔

ساؤتھ آئی لینڈ میں ۱۹۱۸ء میں گجراتی مسلمان تارکین وطن کی آمد کا آغاز ہوا۔ یہ لوگ کرائسٹ چرچ

میں جا کر آباد ہو گئے۔ ان اوّلین آبادکاروں میں اسماعیل فیملی نمایاں حیثیت کی حامل تھی۔ یہ لوگ پہلے غیر منظم اور بکھری حالت میں تھے۔ ۱۹۷۵ء میں ان مسلمانوں نے اپنے آپ کو منظم و مربوط کیا اور کنٹربری مسلم ایسوسی ایشن کی بنیاد ڈالی جس کے پہلے صدر مسٹر سلیمان اسماعیل تھے۔ اس ایسوسی ایشن نے کرائسٹ چرچ میں ایک مسجد تعمیر کروائی، ساتھ ہی ایک اسلامک سنٹر بھی قائم کیا ہے۔ ساؤتھ آئی لینڈ میں مسلم برادریاں ڈیونڈن اور دوسرے شہروں میں تشکیل دی گئی ہیں۔

اپریل ۱۹۷۹ء میں نیوزی لینڈ کی منظم مسلم برادریاں فیڈریشن آف اسلامک ایسوسی ایشن آف نیوزی لینڈ (FIANZ) کے زیراہتمام متحد ہو گئیں۔ اس کے قائم مقام صدر مسٹر مظہر کراشیکی البانوی النسل اور آک لینڈ کے معزز بزنس مین ہیں۔ (FIANZ) اب تک نیوزی لینڈ کے تمام مسلمانوں کے اتحاد و نظم، فلاح و ترقی کے لیے بڑی فعال اور موثر تنظیم چلی آ رہی ہے۔

نیو کیلے ڈونیا

نیو کیلے ڈونیا فجی اور آسٹریلیا کے مابین واقع ہے۔ اس کا کل رقبہ ۱۹ ہزار ایک سو مربع کلومیٹر ہے۔ یہ ایک بڑے اور کئی چھوٹے جزائر بشمول آئیل ڈی پنز کی اکائی ہے۔ یہ فرانسیسی نوآبادی ہے۔ ۱۹۷۶ء سے حکومتی نظم و نسق ایک ہائی کمشنر کے زیراہتمام اور علاقائی معاملات سات ممبران کی کونسل آف گورنمنٹ کے زیراہتمام چل رہے ہیں۔ ۳۵ ممبران کی ایک علاقائی اسمبلی اہم علاقائی معاملات اور مسائل کو نمٹاتی اور اپنے فیصلے صادر کرتی ہے۔ فرنچ نیشنل اسمبلی اور سینیٹ میں اس علاقے کی نمایندگی دو ڈپٹی اور دو سینیٹر کرتے ہیں۔

۱۹۸۲ء میں اس علاقے کی کل آبادی ایک لاکھ ۱۴ ہزار کے لگ بھگ تھی۔ لیکن اب، یعنی ۱۹۹۹ء کے تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق یہ آبادی بڑھ کر ۳ لاکھ ۲۰ ہزار ہو چکی ہے۔ آبادی کا ۳۸ فی صد یورپی ہیں بالخصوص فرانسیسی، ۴۸ فی صد مقامی لوگ بالخصوص میلانیسین اور پولی نیسین، باقی ۱۴ فی صد مختلف الاقوام لوگ ہیں بالخصوص ویت نامی اور انڈونیشی۔

نیو کیلے ڈونیا کو ۱۸۵۳ء میں فرانسیسیوں نے فتح کیا تھا۔ ۱۸۶۳ء کے ایک فرمان کے مطابق اسے ان قیدیوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا جنھیں انتہائی سخت قسم کی قید بامشقت کی سزائیں سنائی گئی تھیں۔ مئی ۱۸۶۴ء میں ۲۴۸ قیدیوں کی پہلی کھیپ وہاں لائی گئی۔ ان دنوں فرانس الجزائر پر قبضہ جمانے کے لیے وہاں کے مسلمانوں کے ساتھ مسلسل جنگوں میں مصروف تھا۔ ان جنگوں میں جو مسلم مجاہدین قیدی بنا لیے جاتے انھیں جہازوں میں بھر کر نیو کیلے ڈونیا بھیج دیا جاتا۔ ۱۸۷۱ء میں الجزائر کے کوہستانِ قبائل میں باشاغا مقرانی کی بغاوت کو کچلنے کے بعد فرانسیسیوں نے جو قیدی آئیل ڈی پنز بھیجے ان میں مقرانی کا بھائی اور ایک الجزائری

قبائلی سردار عزیز بھی شامل تھے۔

ان مسلمانوں کو نیو کیلے ڈونیا میں بڑی کٹھن اور صبر آزما زندگی گزارنی پڑی۔ انھوں نے حتی الامکان شعائر اسلامی کی پابندی کرنے کی کوشش کی۔ سؤر کے گوشت سے بچنے کے لیے انھوں نے بھیڑیں پالنی شروع کیں اور کھیتی باڑی شروع کی۔ فرانسیسیوں کی الجزائر میں فتوحات کے ساتھ ساتھ نیو کیلے ڈونیا میں مسلمان قیدیوں کی آمد میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ پھر فرانسیسیوں کی مراکش، تیونس اور صومالیہ کی فتوحات کے ساتھ ان ملکوں سے بھی بے شمار مسلمان قیدی وہاں بھیج دیے گئے۔ اپنے وطنوں کی آزادی کے لیے جدوجہد کرنے والے اکثر مجاہدین کو تاحیات جلاوطنی کی سزائیں دی گئیں تھیں جنھیں ۱۹۸۱ء میں ختم کر دیا گیا۔

ان مسلمانوں کی اولادوں نے مین لینڈ نیو کیلے ڈونیا کی طرف ہجرت کر کے شمال میں نامیا، بوریل اور کومک کے مقامات پر اپنی برادریاں قائم کیں۔ بوریل میں ان کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔ وہ وہاں زراعت کے پیشے سے منسلک ہو گئے۔ انھوں نے نساڈیو کے گاؤں میں اپنا قبرستان بھی بنا لیا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں انڈونیشیا سے نئے تارکینِ وطن کی لہر نیو کیلے ڈونیا پہنچی۔ یہ مسلمان وہاں ہر جگہ پھیل گئے خاص کر 'کون' میں تو ان کی بھاری تعداد آباد ہو گئی۔ ۱۹۵۰ء کے عشرے میں اس جگہ نِکل کی صنعت کی ترقی کے سبب فرانسیسی نوآبادیات خصوصاً جبوتی سے مزید تارکین وطن وہاں پہنچے۔ اس کے بعد سے لے کر ۱۹۹۹ء تک نیو کیلے ڈونیا میں مسلمان تارکین وطن کی آمد میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔ یہ مسلمان زیادہ تر غریب اور ناخواندہ ہیں۔

نیو کیلے ڈونیا کے مسلمانوں نے سب سے پہلے اپنے آپ کو جنوری ۱۹۷۰ء میں منظم کیا۔ پھر عرب اینڈ عرب ایسوسی ایشن آف نیو کیلے ڈونیا قائم کی (نیو کیلے ڈونیا کے مسلمانوں کے لیے اور شمالی افریقہ کے مسلمانوں کے لیے لفظ 'عرب'، 'مسلم' کا ہم معنی ہے)۔ پھر اگست ۱۹۷۵ء میں ایسوسی ایشن آف مسلمز آف نیو کیلے ڈونیا کا قیام عمل میں آیا۔ اس نئی ایسوسی ایشن نے اسلامی اداروں کے احیا کا پروگرام شروع کیا۔ نمازِ جمعہ بالعموم گھروں میں ادا کی جاتی تھی۔ وہاں بچوں کو اسلامی تعلیمات بھی دی جاتی تھیں۔ ایسوسی ایشن کے پہلے صدر عبدو محمد راغے تھے جو الجزائری النسل تھے۔ دوسرے لیڈر موسیٰ حاج بوک (صومالی النسل) اور محمد صلاح الدین بلیلی (الجزائری النسل) تھے۔ اس ایسوسی ایشن نے دوسرے مسلمان ممالک سے رابطہ کرنے کی کوشش کا آغاز کیا۔ اس سلسلے میں اکتوبر ۱۹۷۸ء میں نیو کیلے ڈونیا کے مسلمانوں کا ایک وفد فجی پہنچا۔ اس نے فجی مسلم لیگ سے ایک معاہدہ طے کیا جس کے تحت فجی مسلم لیگ نے نیو کیلے ڈونیا کے مسلمانوں کے لیے خطیر مالی امداد کی منظوری دی۔ اس مالی امداد سے نیو کیلے ڈونیا کے مسلمانوں نے نامیا میں ویلی ڈی کولون میں ایک ہزار ایک سو ۷۰ مربع میٹر کا قطعۂ زمین خریدا جس پر ایک مسجد اور ایک اسلامک سنٹر تعمیر کیے گئے۔ جنوری ۱۹۷۹ء میں ایک صوبائی مسجد کمیٹی تشکیل

دی گئی۔ اس کمیٹی کے اہم ممبران ایک تیونسی اور ایک کمبوڈین تھے جن کا تعلق رابطہ مکہ اور دعوہ آرگنائزیشن لیبیا سے تھا۔ اس مسجد کی تعمیر کے لیے مسلمانوں کو بڑی طویل اور صبر آزما جدوجہد کرنی پڑی تھی کیونکہ فرانسیسی حکام پرتعصب عیسائی ہونے کے سبب مسلمانوں سے مذہبی عناد رکھتے تھے۔

مسلمانوں نے مذہبی احیا کے لیے جو کوششیں کیں، انھیں کچھ اس سبب سے بھی نقصان پہنچا کہ پرانے اور نئے تارکینِ وطن، یعنی انڈونیشی، عرب اور صومالی ایک پلیٹ فارم پر متحد ہونے کے بجائے اپنی الگ الگ جماعتوں کے قیام پر زور دیتے رہے۔ بعد میں ۱۹۸۰ء کے عشرے میں انھی میں سے کچھ مخلص اور دور اندیش قسم کے لوگوں کی مساعیِ جمیلہ سے نیو کیلیڈونیا کی تمام مسلم برادریاں یونائیٹڈ مسلمز آف نیو کیلیڈونیا کے پلیٹ فارم پر باہم متحد و مربوط ہوگئیں۔ یہ انجمن آج کل نیو کیلیڈونیا کے مسلمانوں کی اصلاح، اتحاد و نظم، ان کے مسائل و معاملات کی دیکھ ریکھ میں بڑی فعال اور موثر چلی آرہی ہے۔

دیگر ممالک

پاپوآ نیو گنی: بحرالکاہل کے دوسرے علاقوں میں نہایت اہم اور بڑا شمار کیا جاتا ہے۔ یہ جزیرہ ۱۹۷۳ء میں آزاد ہوا تھا۔ اس کا نظم و نسق آسٹریلیا کے ہاتھ میں تھا۔ اس کا کل رقبہ ۵۷ ہزار ۳ سو مربع کلومیٹر ہے اور کل آبادی ۱۹۹۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق ۴۴ لاکھ ۹۲ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ یہ انڈونیشیا کا ہم سایہ ہے جس کے ساتھ اس کی طویل سرحد ملتی ہے۔ وہاں سے مسلمان اکثر ہجرت کر کے اس جزیرے پر آباد ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ مسلمان تعداد میں کم اور بکھرے ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد ۱۹۹۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق ۳۵ ہزار ۵ سو کے لگ بھگ ہے۔ انھوں نے پہلی مرتبہ ۱۹۷۸ء میں پاپوآ نیوگنی اسلامک سوسائٹی کی بنیاد رکھی تھی اور اس کی دو شاخیں لائی (LAE) اور پورٹ مورس بی میں قائم کی تھیں۔ اس طرح پاپوآ نیوگنی کی مسلم برادری آسٹریلیا، فجی، نیوزی لینڈ اور نیو کیلیڈونیا کے بعد بحرالکاہل کی پانچویں بڑی مسلم برادری شمار کی جاتی ہے۔

سالومن آئی لینڈز: ۱۹۷۸ء میں ۸۵ سالہ پرانے برطانوی استعمار سے آزادی نصیب ہوئی۔ ان جزائر کا کل رقبہ ۲۹ ہزار ۷ سو ۸۵ مربع کلومیٹر ہے اور کل آبادی ۱۹۹۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق ۳ لاکھ ۵۷ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ اس کے دارالحکومت ہومارا میں مسلمانوں کی چھوٹی سی آبادی ہے۔ ان مسلمانوں کے پاپوآ نیوگنی کے مسلمانوں سے مضبوط روابط ہیں لیکن یہ مسلمان ابھی تک غیر منظم حالت میں ہیں۔

مغربی ساموآ: ۱۹۶۲ء میں آزاد ہوا۔ اس کا کل رقبہ ۲ ہزار ۸ سو ۴۲ مربع کلومیٹر اور ۱۹۹۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق اس کی کل آبادی ۲ لاکھ ۴۳ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ یہاں مسلمانوں کی خاصی بڑی تعداد آباد ہے لیکن یہ مسلمان غیر منظم حالت میں ہیں۔

فرنچ پولی نیسیا : فرانس کا سمندر پار کا مقبوضہ علاقہ ہے۔ اس کا کل رقبہ ۲ ہزار ۵ سو ۲۰ مربع کلومیٹر اور کل آبادی تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق ۳ لاکھ ۱۲ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ اس مجمع الجزائر کا اہم ترین جزیرہ تاہیٹی ہے۔ یہاں چار یا پانچ ہزار کے قریب مسلمان آباد ہیں لیکن یہ غیر منظم حالت میں ہیں۔

وانواٹو : ۱۹۸۰ء میں آزاد ہوا۔ اس کا کل رقبہ ۱۴ ہزار ۷ سو ۶۰ مربع کلومیٹر اور کل آبادی ۱۹۹۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق ۲ لاکھ ۳۵ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ مسلمان یہاں چند ہزار سے زیادہ نہیں۔ ان مسلمانوں کے پاپوآ نیوگنی اور نیو کیلے ڈونیا کے مسلمانوں سے گہرے روابط استوار ہیں لیکن یہ مسلمان بھی غیر منظم حالت میں ہیں۔

یو ایس ٹرسٹ ٹیریٹوری آف پیسفک آئی لینڈ: کل رقبہ ایک ہزار ۸ سو ۱۳ مربع کلومیٹر اور ۱۹۹۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق اس کی کل آبادی ۲ لاکھ ۵۷ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ یہاں مسلمان تھوڑی سی تعداد میں آباد ہیں لیکن یہ غیر منظم ہیں۔

گوام : امریکہ کے زیر اثر علاقہ ہے۔ اس کا کل رقبہ ۵۰ ۴ مربع کلومیٹر اور ۱۹۹۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق کل آبادی ۲ لاکھ ۱۲ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ یہاں مسلمانوں کی تھوڑی سی تعداد آباد ہے۔ یہ مسلمان بھی غیر منظم حالت میں ہیں۔

ٹونگا کنگڈم: یہ ۱۹۷۰ء میں آزاد ہوا۔ اس کا کل رقبہ ۷۴۸ مربع کلومیٹر اور ۱۹۹۹ء کے تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق کل آبادی ۲ لاکھ ۳ ۷ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ یہاں مقامی ٹونگا مسلمانوں کی اکثریت ہے لیکن یہ مسلمان بھی غیر منظم ہیں۔

بحرالکاہل میں موجود دوسرے علاقوں کی آبادی ۱۹۹۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق ۲ لاکھ ۶۵ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ یہاں مسلمان اقلیتیں غیر منظم حالت میں ہیں۔

نتائج

بحرالکاہل میں مسلم برادری کو دو فہرستوں میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔ ایک پرانے تارکینِ وطن اور دوسرے نئے تارکینِ وطن --- پرانے تارکینِ وطن فجی میں ایک موثر اور فعال برادری کے قیام میں کامیاب رہے لیکن آسٹریلیا میں انھیں اس کوشش میں ناکامی ہوئی۔ نئے تارکین وطن نے آسٹریلیا میں اپنی منظم و مربوط، فعال و موثر تنظیم قائم کی اور اس کے دائرۂ اثر کو بحرالکاہل کے دوسرے ملکوں میں بھی پھیلا دیا۔

بحرالکاہل میں مسلمانوں نے اپنے آپ کو چھ برادریوں کی صورت میں منظم کیا ہے۔ آسٹریلیا، فجی، نیوزی لینڈ، نیو کیلے ڈونیا، پاپوآ نیوگنی اور ٹونگا۔ مسلمانوں کو باہم منظم و مربوط کرنے کی کوششیں اب بحرالکاہل کی

تین دوسری ریاستوں میں بھی شروع ہو چکی ہیں۔ فجی میں مسلمان سب سے زیادہ منظم و مربوط حالت میں ہیں۔ یہ فجی مسلم لیگ کی مساعی جمیلہ کی بدولت ہے جس نے مسلمانوں کی ہر میدان' بالخصوص تعلیمی میدان میں فلاح و ترقی کی کوشش کی ہے۔ اس کے بعد آسٹریلوی برادری کا نمبر آتا ہے جس نے آسٹریلین فیڈریشن آف اسلامک کونسلز (AFIC) کے زیر انتظام ہر میدان میں قابل تقلید ترقی کی ہے۔ لیکن اسے ابھی تک ایک فعال اور مخلص قیادت میسر نہیں آسکی۔ اگر فجی کی مانند یہ بھی کل وقتی مسلم اسکول کھولنے اور ہر مسجد کا اسلامک سنٹروں' پرائمری اور سیکنڈری اسکولوں سے الحاق کرنے میں کامیاب ہوگئی تو آسٹریلیا میں اسلام کے تیز تر پھیلاؤ اور ترقی کے امکانات زیادہ روشن ہو جائیں گے۔

گذشتہ چار برسوں کے دوران' ان چھ برادریوں کے مابین باہمی افہام و تفہیم اور مشاورت کے نتیجے کے طور پر ۱۹۸۰ء میں دی ریجنل اسلامک کونسل فار ساؤتھ ایسٹ ایشیا اینڈ دی پیسیفک (RISEAP) کا قیام عمل میں آیا۔ اس کا ہیڈ کوارٹر ملائیشیا میں قائم کیا گیا۔ پھر ۱۹۸۴ء میں اسلامک کونسل آف ساؤتھ پیسیفک وجود میں آئی جس کا ہیڈ کوارٹر سووا فجی میں قائم ہوا۔

بحرالکاہل کی مسلم برادریوں کے اس نئے تنظیمی سیٹ اَپ کا اہم نکتہ یہ ہے کہ اس کی بنیاد اداروں پر رکھی گئی ہے نہ کہ افراد کی کرشماتی لیڈرشپ پر۔ اس کا ایک عام آدمی کو بھی بے حد فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

بحرالکاہل کے ممالک میں اب مسلمانوں کو مکمل مذہبی آزادی دے دی گئی ہے۔ ماضی میں مسیحی امپریلزم نے آسٹریلیا میں مسلمانوں کی مذہبی آزادی سلب کر رکھی تھی۔ اب یہ امپریلزم قصۂ پارینہ بن چکا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ دوسرے مذاہب کے لوگوں کی طرح مذہبی مساوات برتی جاتی ہے۔ فجی اور آسٹریلیا میں مسلمانوں کو ہر طرح سے مذہبی آزادی حاصل ہے۔ لیکن پاپوآ نیوگنی اور دوسرے ملکوں میں مسلمانوں کو مذہبی آزادی کے حصول کے لیے طویل جدوجہد کرنی پڑی۔ بحرالکاہل کے اکثر ممالک میں مسلمانوں کی اکثریت ناخواندہ اور صحیح اسلامی روح سے ناآشنا ہے جو وہاں کے مخلص اور دین دار مسلمانوں کے لیے خطرہ بنی ہوئی ہے۔ ان مسلمانوں کو ان منافق مسلمانوں سے بھی خطرہ ہے جو اس جاہل اکثریت کی جہالت' تعلیمی پسماندگی اور دینی سمجھ بوجھ کے فقدان سے فائدہ اٹھا کر اسے گمراہ کرنے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔

مآلِ کار اب بحرالکاہل کے مسلمانوں نے اپنی برادریوں کے مابین ربط و ضبط' رسل و رسائل' علم و خبر کے لیے اپنے اخبارات اور رسائل شائع کرنے شروع کر دیے ہیں۔ ان میں نمایاں ترین' آسٹریلین منارٹ ہے جو AFIC کا رسالہ ہے اور 'مسلم وائس' جو فجی مسلم لیگ کے زیر اہتمام شائع ہوتا ہے۔ بہت سی برادریوں اور طلبہ کی تنظیموں کے بھی اپنے اپنے اخبارات اور رسائل ہیں۔ (یہ تحریر ڈاکٹر کتانی کی کتاب مسلم مائنرٹیز آف دی ورلڈ کے مضمون سے ماخوذ اس پر تازہ معلومات کا اضافہ ہے)۔